REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۲۶ | شمارہ ۴۶

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN (PIN: 143516)

۵ ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ | ۱۷ نبوت ۱۳۵۶ ہش | ۱۷ نومبر ۱۹۷۷ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۴ نبوت (نومبر) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۷ نومبر ۷۷ء کی اطلاع مظہر ہے کہ
"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمد للہ۔"
احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں ۔

قادیان ۱۴ نبوت (نومبر) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے انشاء اللہ کل مورخہ ۱۵/۱۱/۷۷ کو واپس قادیان تشریف لا رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت مرکزِ سلسلہ واپس لائے ۔ آمین ۔

بنی نوعِ انسان کو امتِ واحدہ بنا کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا عظیم کام مسیح موعود کی جماعت کے ذریعہ مقدر ہے

اس عظیم کام کیلئے اس جماعت کا نقطۂ مرکزی خلافت ہے جس کا سلسلہ دائمی ہے اور کبھی منقطع نہ ہوگا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے ماتحت مہدی معہود کا ایک ہزار سال کا موجودہ زمانہ سراسر خیر و برکت کا دور ہے

ربوہ میں مجالس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز خطاب

مجالسِ انصار اللہ کا سہ روزہ مرکزی سالانہ اجتماع ربوہ میں بتاریخ ۲۸-۲۹-۳۰ اکتوبر منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں پہلے روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو روح پرور اور بصیرت افروز افتتاحی و اختتامی خطاب فرمائے ان کا خلاصہ اخبار الفضل میں شائع ہوا ہے۔ احبابِ ہندوستان و بیرونجات کے روحانی استفادہ کے لئے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں: (ایڈیٹر بدر)

افتتاحی اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری اور خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ساڑھے تین بجے سہ پہر بذریعہ کار مقامِ اجتماع میں تشریف لائے۔ جونہی حضور کی کار سٹیج کے دروازہ کے سامنے آکر رکی مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے قائدین نے آگے بڑھ کر حضور کا خیر مقدم کیا۔ جب حضور سٹیج پر تشریف لائے تو جملہ حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر حضور کا خیر مقدم کیا۔ حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو کہ سرگودھا کے مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب نے کی۔ تلاوت کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی جس کے بعد انصار اللہ نے کھڑے ہو کر حضور ایدہ اللہ کی اقتدا میں اپنا عہد دہرایا۔ دعا اور عہد دہرانے کے بعد حضور نے اپنا بصیرت افروز افتتاحی خطاب شروع فرمایا جس کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ تین سال کے وقفہ کے بعد چوتھے سال میں اس نے یہ توفیق بخشی ہے کہ ہم معمول کے مطابق اپنا یہ سہ روزہ اجتماع منعقد کر رہے ہیں ۱۹۷۴ء، ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۶ء کے تین سالوں میں ہمارے لئے غیر معمولی حالات پیدا کر دیئے گئے تھے جن کی وجہ سے ہم معمول کے مطابق یہ اجتماع نہ کر سکے۔ اب حالات معمول پر آرہے ہیں خدا کرے کہ ہمارے ملک کے سارے حالات ہی معمول پر آجائیں۔ اور ملک میں امن اور استحکام کے سامان پیدا ہو جائیں۔ آمین۔

حضور نے فرمایا ہمارا یہ اجتماع خالصاً روحانی دینی اور اخلاقی اغراض کے ماتحت منعقد ہوتا ہے گو اس کے کچھ پروگرام جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی حیثیت ضمنی اور ذیلی ہوتی ہے۔ یہ اجتماع ان معنوں میں علمی بھی ہے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق اس موقع پر کچھ سنایا جاتا ہے۔ محض اس غرض سے کہ تا ہم اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ قرآن مجید کی صداقتیں گو ابدی صداقتیں ہیں۔ مگر اس کے باوجود خود اس نے یہ حکم دیا ہے کہ آپس میں نیک باتوں کی یاد دہانی کراتے رہا کرو۔ کیونکہ یاددہانی بہرحال مؤمنوں کو فائدہ دیتی ہے۔ قرآن مجید میں "ذَکِّرْ" کے حکم میں مخاطب مؤمن ہیں۔ گزشتہ تین سال ہم اس حکم پر عمل نہ کر سکے اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی توفیق بخشی ہے الحمد للہ۔

اس کے بعد حضور نے بتایا کہ قرآن مجید کا زمانہ دنیا کی آخری اور مکمل ترین شریعت کی حیثیت سے قیامت تک ممتد ہے۔ اس لئے قیامت تک کے تمام انسانوں کے مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔ لیکن چونکہ زمانہ کے حالات بدلتے چلے جاتے ہیں۔ اور بدلے ہوئے حالات کے مسائل کے حل کو قبل از وقت اگر بتایا جائے تو انسان کے لئے اسے سمجھنا مشکل ہوتا۔ اس لئے قرآن مجید کے دو پہلو ہیں (۱) کتابِ مبین۔ یعنی ہر زمانہ کے لئے کھلی کھلی اور واضح باتیں۔ (۲) کتابِ مکنون یعنی قرآنی تعلیم کا وہ حصہ جس کے معارف ہر زمانہ کی ضرورت اور بدلے ہوئے حالات کے مطابق خدا کے ان مطہر بندوں کے ذریعہ ظاہر کئے جاتے ہیں۔ جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنے آپ کو کھو دیتے ہیں۔ یہ حصہ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق کھولا جاتا ہے۔ (آگے دیکھئے صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷ ر نبوت ۱۳۵۶ ہش

جذبۂ خدمتِ دین کی ایک عملی تصدیق

جماعتی چندوں کی جلد ادائیگی

خدا کے فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ خدمت و اشاعتِ اسلام کا عظیم مقصد لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی اس زمانہ میں بعثت کی غرض بھی یہی ہے کہ آپ کے ذریعہ سے دینِ اسلام کا پھر سے احیاء ہو۔ اور شریعتِ محمدیہ کو اس کی اصل شکل میں پھر سے دُنیا کے دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ یہ کام کسی ظاہری طاقت سے نہیں، بلکہ محبت اور پیار کے ساتھ دلوں کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کر کے مکمل کیا جاتا ہے۔ نوّے سال ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی مہم کو لے کر بامرِ الٰہی کھڑے ہوئے۔ اُس وقت آپ اکیلے تھے۔ آپ نے اپنے زمانہ میں اس روحانی مہم کے لئے دعوت دی۔ کچھ سعید رُوحوں نے اس پر اسی وقت لبیک کہا۔ وہ بھی اس رُوحانی فوج کے سپاہی بن گئے۔ یہ روحانی قافلہ جوں جوں آگے بڑھتا گیا، خدا کی تائید و نصرت سے اس کی تعداد بھی بڑھتی چلی گئی۔ اور جماعت کا دائرۂ عمل بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ تمام رُوحانی جماعتوں کی طرح مامورِ وقت کی طرف سے جب "مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ" کی آواز احمدی احباب کے کانوں میں پڑی تو انہوں نے بھی "نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ" کہہ کر دین کی خدمت کے لئے ہر قسم کی جانی و مالی قربانیوں کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام جب اس سلسلہ کی تخم ریزی کرنے اور اس کا پودا لگانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور بُلا لئے گئے تو آپ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت کے تحت یکے بعد دیگر آپؑ کے سچے جانشینوں اور خلفاء کرام کو کھڑا کرتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آواز میں بھی اسی طرح برکت دی اور ان کو بھی دینِ اسلام کی تائید اور اس کی خدمت و اشاعت کے منصوبے القاء کئے جن کو رو بہ عمل لانے جاتے کے بعد اپنے وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے فوق العادت طور پر جماعت کو اکنافِ عالم میں پھیل جانے کے اسباب پیدا کر دیئے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے دِلوں میں تحریک کی، دُوسری طرف بہت سے خوش نصیب افرادِ جماعت اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کر کے اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنے وطنوں سے دُور جا پہنچے۔ ہزاروں ہزار میل دُور فاصلے پر اللہ تعالیٰ نے اسلام و احمدیت کے ایسے فدائی اور مخلص لوگوں کو اس جماعت میں شامل ہونے کی سعادت بخشی کہ ان میں سے ایک ایک آدمی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا زندہ گواہ ہے۔

یہ وہ عظیم مہم ہے جو بدستور جاری ہے۔ بلکہ جوں جوں وقت آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے، اور اس کو زیادہ سے زیادہ وسعت ملتی جا رہی ہے تو ساتھ ہی ساتھ احبابِ جماعت کی ذمّہ داریاں بھی آگے بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس نوع کی مہم کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے اور اسے وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جانے کے لئے بُنیادی طور پر تین چیزوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اوّل نمبر پر ایسے افراد جو اِس مہم کو صحیح نہج پر چلا سکیں۔ اور اپنے فن کے ماہر ہوں۔ اور خاص لگن کے ساتھ فرضِ منصبی کو سرانجام دینے والے ہوں۔ دوم ضرورتِ زمانہ کے مطابق ان کے پاس ایسا لٹریچر ہو جس کے مطالعہ سے بیرونی دُنیا کے لوگوں کو دینِ اسلام کا حسین چہرہ اپنی پُوری تابانی کے ساتھ دیکھنے اور اس کی خوبیوں کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع مل سکے۔ سوم۔ ان دونوں سابقہ مہمات کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا جانا ہرگز ممکن نہیں جب تک کہ سلسلہ کے پاس ایسا بنیادی سرمایہ اور فنڈ نہ ہو جس سے بیرونجات میں اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے جانے والوں کے اخراجاتِ سفر پُورے ہوں۔ ان کے اہل و عیال کے گزارے کا سامان ہو۔ تا وہ اِدھر سے فارغ البال ہو کر جہادِ کبیر کی مہم میں پُوری دلجمعی سے لگے رہیں۔ نیز ضرورتِ زمانہ کے مطابق جملہ کلام حضرت امام مہدی علیہ السلام سے جماعت کو ملا اس کی ترجمانی میں زیرِ تبلیغ افراد کو انہیں کی زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔

خدا تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ ان تینوں قسم کی بنیادی ضرورتوں کو وہ آج تک بڑے ہی عجیب و غریب طریق پر پُورا کرتا چلا آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو افراد کار بھی دیتا چلا آ رہا ہے۔ جن میں مبلغین و مبشرین ہیں۔ اسی طرح مختلف زبانوں کے ماہرین کے دلوں میں بھی وہی تحریک پیدا کرتا چلا جا رہا ہے جو دُنیا کی دوسری مختلف زبانوں میں ضرورتِ وقت کے جدید اسلامی لٹریچر کو منتقل کرنے کی مہم چلا رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے خاص فضل سے اس قدر فنڈز بھی مہیا کر دیتا ہے جو دونوں اوّل الذکر مہمات کو کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے کے لئے درکار ہیں۔ جب ہم احمدیت کی گزشتہ نوّے سالہ تاریخ کا اس جہت سے بغور مطالعہ کرتے ہیں تو خدا کی راہ میں قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔ اُس نے حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپ کے خلفائے عظام کی آواز میں کیسی برکت ڈال دی کہ دینِ اسلام کی خدمت و اشاعت کا کام روز بروز بڑی کامیابی کے ساتھ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور کبھی بھی نہ تو افرادِ کار کے لحاظ سے اور نہ ہی فنڈز میں کسی طرح کی کمی واقع ہونے کے سبب کوئی دقت پیش آئی ہے۔ اس کی تمام تر وجہ احبابِ جماعت کا وہ سچا جذبۂ خدمت و اشاعتِ دین ہے جس کی تصدیق احباب کی لگاتار مالی قربانیوں سے ہوتی ہے۔

احمدیہ جماعت کے مقابلہ میں دوسرے اسلامی فرقوں کی تعداد کئی گُنا ہے۔ لیکن باعمل افراد کی قلتِ تعداد بے عمل عددی کثرت کے افراد پر سبقت لے گئی ہے۔ کسی شخص کے دِل میں دینِ اسلام کی خدمت اور اس کی اشاعت کا کس قدر سچا جذبہ ہے، سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن خدمتِ دین کی راہ میں جب کوئی مومن بندہ اپنے پاکیزہ مال میں سے ایک وافر حصّہ الگ کر کے خلوصِ نیت کے ساتھ دے دیتا ہے اور پھر دیتا چلا جاتا ہے، تو اس کا یہ عمل اس کی نیت کا آئینہ دار بن جاتا ہے اور ایک ایسی تصدیق قرار پاتا ہے جسے ہر کس و ناکس دیکھ سکتا ہے۔

جماعتِ احمدیہ آج جو ایک خاص تنظیم کے تحت عالمگیر بُنیادوں پر خدمت و اشاعتِ دین کی مہم چلانے میں امتیازی حیثیت حاصل کر چکی ہے اس کی تہہ میں دراصل احبابِ جماعت کے اُسی نیک جذبہ کی عملی تصدیق ہی ہے۔ یہ سب مخلصین جماعتی چندوں کی ادائیگی میں جس تعاہد سے کام لیتے ہیں، جماعت سے باہر کے لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وقتی جوش کے تحت کسی بھی امیر کبیر سے آپ ہزار دو ہزار چندہ لے لیں گے۔ لیکن ایک مقررہ شرح کے مطابق ماہ بماہ یا ششماہی بنیاد پر تاحیات ایسی مالی قربانی کرتے چلے جانا احمدی احباب کا ہی خاصہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کا سلوک بھی ان سے نرالا ہی ہے۔ جو کوئی مخلص اس طرح مالی قربانیاں کرتا ہے۔ (اور خدا کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کا ایک بڑا حصّہ اس پر تعاہد کے ساتھ کاربند ہے) خدا تعالیٰ بھی اس کے اموال میں بے اندازہ برکت ڈالتا ہے۔

اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ اس وقت جماعتی چندوں کی کوئی ایک ہی قسم نہیں کہ اس میں احباب نے زور لگا کر چندہ دے دیا اور بس بات ختم ہو گئی۔ بلکہ اس وقت کئی قسم کے جماعتی چندے ہیں۔ جن میں حصّہ لینا ہر احمدی کے ازلی جذبہ خدمت و اشاعتِ دین کی عملی تصدیق قرار پاتا ہے۔ مثلاً

اوّل نمبر پر چندہ عام ہے جس کی شرح کل آمد کا ۱/۱۶ ہے۔ خواہ یہ آمد کسی شخص کو ماہوار ہو یا ششماہی یا سالانہ، جیسی بھی صورت ہو۔ اس شرح کے مطابق چندہ دینا ہر احمدی پر فرض ہے۔

دوسرے نمبر پر چندۂ وصیت ہے۔ جس کی کم سے کم شرح ۱/۱۰ حصہ آمد ہے۔ جماعت میں ایسے مخلصین بھی ہیں جو اشاعتِ اسلام کی غرض سے اپنے چندہ وصیت کو ۱/۱۰ کی بجائے ۱/۹، ۱/۸ اور اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں۔

تیسرے نمبر پر چندہ جلسہ سالانہ ہے۔ جس کے محاصل سے مرکز میں منعقدہ سالانہ جلسوں کے مصارف پورے کئے جاتے ہیں۔ اس کی شرح ۱/۱۲۰ آمد کا حصّہ مقررہ ہے۔ ان تینوں قسم کے جماعتی چندہ جات کو لازمی چندے کہا جاتا ہے۔ جس شخص نے وصیّت نہ کی ہو اُسے اپنی آمد کا سولھواں حصّہ چندہ عام کے طور پر اور ۱/۱۲۰ حصّہ اپنی سالانہ آمد کا چندہ جلسہ سالانہ میں لازماً دینا ہوتا ہے۔

مذکورہ تینوں قسم کے لازمی چندہ جات کے علاوہ تحریکِ جدید۔ وقفِ جدید۔ صد سالہ جوبلی فنڈ وغیرہ کے چندہ جات ہیں۔ ان کے لئے گو کوئی شرح تو مقرر نہیں ہے۔

(آگے ملاحظہ ہو صفحہ الیہ)

خطبہ جمعہ

ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ ہم اپنے ہر کام کا آغاز بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی دعا سے کریں

کیونکہ

ہر کام خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے انجام کا مدار قیوم عالم کی رحمانیت اور رحیمیت پر ہے

مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہر چھوٹے اور بڑے عمل سے پہلے اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلبگار ہو!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۶؍تبوک ۱۳۵۶ ہش مطابق ۱۶؍ستمبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

انسان روزانہ ہی مختلف قسم کے کام کرتا ہے مگر جہاں تک علم حاصل کرنے کا تعلق ہے گو انسان ساری عمر ہی علم سیکھتا رہتا ہے لیکن علم سیکھنے کی ایک عمر ہے۔ یعنی کم عمر کے بچے اور نوجوان دنیوی علوم بھی سیکھ رہے ہوتے ہیں اور دینی علم بھی اُن کو سکھایا جا رہا ہوتا ہے۔ پس

علم سیکھنا بھی ایک کام ہے

ہوائی جہاز اُڑانا بھی ایک کام ہے۔ ہل چلانا بھی ایک کام ہے۔ ہزارہا قسم کے مختلف کام ہیں جو انسان کرتا ہے اور سارا دن ہی کام کرنے میں گزر جاتا ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو نکمّے بیٹھے رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لیکن عام طور پر انسان کو کوئی نہ کوئی کام کرنا پڑتا ہے اور وہ لوگ جو دعاؤں میں اپنا وقت گزارنے والے ہیں دعا بھی ایک کام ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تدبیر دعا ہے اور دعا تدبیر ہے۔ پس بیسیوں بلکہ سینکڑوں کام ہیں جو ہم روزانہ کرتے ہوں گے کوئی کام چھوٹا ہوتا ہے اور کوئی کام بڑا ہوتا ہے۔ کوئی کام کم اہمیت کا ہوتا ہے اور کوئی کام زیادہ اہمیت کا ہوتا ہے۔ انسانی زندگی ایک

مسلسل عمل اور جدّوجہد

کا نام ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع میں ہمیں سکھایا ہے کہ ہر عمل سے پہلے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنی چاہیئے۔ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مدد فرمائے اور جو کام کرنا ہے وہ برکتوں والا ہو، اچھے نتائج نکلیں۔ اس میں انسان کا میاب ہو جائے اور بعض کام بڑے ذی شان ہوتے ہیں ان کے لئے خصوصاً زیادہ دعائیں کرنی پڑتی ہیں۔

چھوٹے بچوں اور بڑوں کو سمجھانے کے لئے میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ انسان کھانا کھاتا ہے یہ بھی اس کا ایک عمل ہے مگر یہ عمل ہے ہمارے دانتوں کا۔ یہ عمل ہے ہماری زبان کا۔ یہ عمل ہے ہمارے ہونٹوں کا۔ منہ کا سارا حصّہ لقمے کو ایک جگہ سے رہا ہوتا ہے اور انسان کے دانت اسے چبا رہے ہوتے ہیں۔ پھر وہ غذا معدہ میں جاتی ہے وہاں اس پر ایک عمل ہوتا ہے پھر وہ انتڑیوں میں پہنچتی ہے وہاں ایک اور عمل ہوتا ہے۔ غرض انسان کھانا کھانے سے ایک عمل کی ابتداء کرتا ہے تو اس کے لئے بھی خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی ہدایت دی گئی ہے لیکن

سب سے اہم کام

قرآن کریم سیکھنا ہے اور اس کے علوم حاصل کرنے ہیں اور قرآن کریم کے اسرار سے واقفیت پیدا کرنی ہے اور قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق اپنے ربّ سے چاہنی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کو شروع کیا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے۔ خدا سے رحمان اور خدا سے رحیم سے یہ دعا مانگی گئی ہے کہ وہ اپنی رحمانیت کے نتیجہ میں بھی اور رحیمیت کے نتیجہ میں بھی ہمیں قرآن کریم سیکھنے اور اس پر ایسا عمل کرنے کی توفیق دے جس کے اچھے نتائج نکلیں۔

رحمانیت کے معنی ہیں بغیر عمل کے رحمت کرنے والا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو دماغ دیا ہے وہ گو فرد فرد کے لحاظ سے مختلف استعدادوں والا ہے لیکن ہر قسم کے دماغ کے لئے قرآن کریم میں تعلیم موجود ہے۔ پیدائش کے وقت بچے کے سر میں دماغ ہوتا ہے اس لئے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ مگر یہ اس کے کسی عمل کا نتیجہ ہے؟ ظاہر ہے اس کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہے۔ ہم جو گندم کھاتے ہیں یا دوسرے اناج کھاتے ہیں اُن کے اُگانے کے لئے زمین ہے۔ ہماری پیدائش سے پہلے بھی خدا جانے کتنا زمانہ پہلے اس کی پیدائش ہو چکی تھی۔ ہر دو جہان کا ایک نظام ہے جو آہستہ آہستہ DEVELOP ہوا ہے اور ارتقائی مدارج سے گزرتے ہوئے اس مقام تک پہنچا کہ زمین انسانی زندگی کو برداشت کرنے لگی اور

انسان کی ترقیات کے سامان

پیدا کرنے لگی۔ یہ سب رحمانیت کے فیض ہیں۔ انسان کے عمل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ کی رحمت بارش کی طرح اس کے اوپر برس رہی ہے۔

پھر رحیمیت ہے۔ انسان کام کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کا نتیجہ نکالتا ہے لیکن بیسیوں لوگ کام کرتے ہیں مگر بے نتیجہ ہوتے ہیں۔ مثلاً مشہور ہے کہ بعض لوگ مٹی کو ہاتھ لگائیں تو وہ سونا بن جاتی ہے اور بعض لوگ سونے کو ہاتھ لگائیں تو وہ مٹی بن جاتا ہے کیونکہ ان کے کام میں برکت نہیں ہوتی۔ برکت تو آسمان سے آتی ہے۔ چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اور کامل شریعت کے نزول کے بعد قرآن کریم کی تلاوت جو انسانی زندگی کا سب سے اہم کام ہے اسے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے شروع کیا۔ خدا تعالیٰ سے مدد چاہی قرآن کریم سیکھنے کی یا اسے سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق پانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت تھی، اس کے لئے دعا مانگی۔ آج کا فلسفی بیوقوفی سے جاہلانہ طور پر بہت سے اعتراض کرتا ہے۔ اس تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاؤں گا میں اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک لمبا حوالہ پڑھ کر دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ جو ہدایت کی ہے کہ ہر عمل خصوصاً ذی شان اعمال میں سے کوئی عمل کرنے سے پہلے

خدا تعالیٰ سے مدد طلب کیا کرو

تاکہ انسان اپنی کوششوں میں ناکام نہ ہو جائے۔ اس لئے دوست اس حوالے کو غور سے سُنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"پس صادق آدمی جس کی رُوح میں کسی قسم کے غرور اور عُجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لائق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنّع اس کی کمزور رُوح آسمانی قوت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اس کو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال و جلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اُس کی رحمانیت اور رحیمیت ہر ایک کام کے انجام کے لئے مدار دکھلائی دیتی ہے۔ پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم کی دُعا

سے امدادِ الٰہی چاہتا ہے۔ پس اس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پا کر اپنی مُرادات میں کامیابی حاصل کرے۔ اس بات کے ثبوت کے واسطے کسی منطق یا فلسفہ کے دلائل پُر از تکلّف درکار نہیں ہیں بلکہ ہر ایک انسان کی رُوح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اس کی صحت پر بہ تواتر شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو صرف بے ہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اس پر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقت قیّوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اُس کی عادت قدیمہ کی رُو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھ کر اپنے کاموں میں اس کا سہارا طلب کرتے ہیں اور اُس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ اُن کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت سے رو بخدا ہو جاتے ہیں تو اُس کی تائیدیں اُن کے شاملِ حال ہو جاتی ہیں۔ غرض ہر ایک شاندار کام کے شروع میں اُس مبدءِ فیوض کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور

نیستی اور فقر کا طریقہ

ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جس کے التزام سے انسان بچوں کی سی عاجزی اختیار کر کے اُن نخوتوں سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دُنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہیں اور پھر اپنی کمزوری اور امدادِ الٰہی پر یقین کامل کر کے اس معرفت سے حصہ پا لیتا ہے کہ جو خاص اہل اللہ کو دی جاتی ہے اور بلا شبہ جس قدر انسان اس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے جس قدر اس پر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرا لیتا ہے۔ جس قدر اس کے چھوڑنے میں اپنی ہلاکت دیکھتا ہے اُسی قدر اُس کی توحید صاف ہوتی ہے اور اُسی قدر عُجب اور خود بینی کی آلائشوں سے پاک ہوتا جاتا ہے اور اُسی قدر تکلّف اور بناوٹ کی سیاہی اس کے چہرہ پر سے اُٹھ جاتی ہے اور سادگی اور بھولا پن کا نور اس کے منہ پر چمکنے لگتا ہے۔ پس یہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنا فی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے یہاں تک کہ وہ دیکھتا ہے کہ میرا کچھ بھی اپنا نہیں بلکہ سب کچھ [illegible] سے پاتا ہوں۔

جہاں کہیں یہ طریق کسی نے اختیار کیا وہیں
توحید کی خوشبو

پہلی دفعہ میں ہی اس کو پہنچنے لگتی ہے اور دل اور دماغ کا معطر ہونا شروع ہوتا جاتا ہے بشرطیکہ قوتِ شامہ میں کچھ فساد نہ ہو۔ غرض اس صداقت کے التزام میں طالبِ صادق کو اپنے ہیچ اور بے حقیقت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور اللہ جلّ شانہٗ کے متصرّف مطلق اور مبدءِ فیوض ہونے پر شہادت دینی پڑتی ہے اور یہ دونوں ایسے امر ہیں کہ جو حق کے طالبوں کا مقصود ہے اور مرتبۂ فنا کے حاصل کرنے کے لئے ایک ضروری شرط ہے۔ اسی ضروری شرط کے سمجھنے کے لئے یہی مثال کافی ہے کہ بارش اگرچہ عالمگیر ہو مگر تاہم اُس پر پڑتی ہے کہ جو بارش کے موقع پر کھڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بھروسہ رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رکھتے وہ اُس ذاتِ قادرِ مطلق کا کہ جو اپنی قیومی کے ساتھ تمام عالم پر محیط ہے کچھ قدر شناخت نہیں کرتے اور اُن کا ایمان اُس خشک ٹہنی کی طرح ہوتا ہے کہ جس کو اپنے شاداب اور سرسبز درخت سے کچھ علاقہ نہیں رہا اور جو ایسی خشک ہو گئی ہے کہ اپنے درخت کی تازگی اور پھول اور پھل سے کچھ بھی حصہ حاصل نہیں کر سکتی۔ صرف ظاہری جوڑ ہے جو ذرا سی جنبش ہوا سے یا کسی اور شخص کے ہلانے سے ٹوٹ سکتا ہے۔ پس ایسا ہی

خشک فلسفیوں کا ایمان

ہے کہ جو قیّوم عالم کے سہارے پر نظر نہیں رکھتے اور اُس مبدءِ فیوض کو جس کا نام اللہ ہے ہر یک طرفۃ العین کے لئے اور ہر حال میں اپنا محتاج الیہ قرار نہیں دیتے۔ پس یہ لوگ حقیقی توحید سے ایسے دُور پڑے ہوئے ہیں جیسے نور سے ظلمت دُور ہے۔ اُنہیں یہ سمجھ ہی نہیں کہ اپنے تئیں ہیچ اور لاشی سمجھ کر قادرِ مطلق کی طاقت عظمیٰ کے نیچے آ پڑنا عبودیت کے مراتب کی آخری حد ہے۔ اور توحید کا انتہائی مقام ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اور انسان اپنے نفس اور اُس کے ارادوں سے بالکل کھویا جاتا ہے اور سچے دل سے خدا کے تصرّف پر ایمان لاتا ہے۔ اس جگہ اُن خشک فلسفیوں کے اس مقولہ کو بھی کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جو کہتے ہیں کہ کسی کام کے شروع کرنے میں استمدادِ الٰہی کی کیا حاجت ہے۔ خدا نے ہماری فطرت میں پہلے سے طاقتیں ڈال رکھی ہیں پس اُن طاقتوں کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بے شک یہ بات سچ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بعض افعال کے بجا لانے کے لئے کچھ کچھ ہم کو طاقتیں بھی دی ہیں مگر پھر بھی اُس

قیّوم عالم کی حکومت

ہمارے سر پر سے دُور نہیں ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہیں ہوا اور اپنے سہارے سے ہم کو جُدا نہیں کرنا چاہا اور اپنے فیوضِ غیر متناہی سے ہم کو محروم کرنا روا نہیں رکھا۔ جو کچھ ہم کو اس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھ اس سے مانگا جاتا ہے اس کی نہایت نہیں۔"

(تفسیر سورۃ فاتحہ بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳ تا صفحہ ۳)

پس اگر تو ہم نے وہیں ٹھہرنا ہے جہاں تک ہماری اپنی طاقت ہمیں اپنی ہزار کمزوریوں اور غلطیوں کے باوجود پہنچا سکتی ہے تو ایک

فلسفی خوشی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ خوشی اُسے ہی مبارک ہو۔ خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ جسے یہ بصیرت عطا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے، وہ "محدود" پر مطمئن نہیں رہ سکتا۔ اس لئے وہ کام میں تدبیر کے وقت بھی اور دعا کے وقت بھی خدا تعالیٰ سے جو مانگتا ہے۔ وہ

غیر متناہی اور محدود

ہوتا ہے اور ہر اس انسان کو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی کی جماعت کی طرف منسوب ہوتا ہے اس غیر محدود کی طرف نگاہ رکھنی چاہیئے۔ اور خدا سے بے انتہا مانگنا چاہیئے اور اس کے لئے ہر کام سے پہلے اس کی مدد حاصل کرنی چاہیئے۔ اس کی برکت لینی چاہیئے اس کی دعا سے اپنے کاموں کو شروع کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری یہ دعا ہے کہ وہ ہمارے تھوڑے کو بہت کر دے اور ہمارے کم کو زیادہ کر دے اور ہماری کمزوری کو طاقت بنا دے اور ہماری غفلت کو بیداری میں تبدیل کر دے خدا کرے کہ ہم خدا کے ایک نیک اور صادق اور خدا کی معرفت رکھنے والے بندہ کے جو اعمال ہوتے ہیں اس کے مطابق ہم سے اعمال سرزد ہوں۔

مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کا

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی بعض جماعتوں کا تربیتی و تبلیغی دورہ

رپورٹ مرتبہ: مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر قادیان

امسال آل کشمیر احمدیہ صوبائی کانفرنس سرینگر میں مورخہ ۵ر۶ر نومبر کو منعقد ہونا قرار پائی تھی کانفرنس سے قبل محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے کشمیر کی بعض جماعتوں کا دورہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ ...

...

...

... چنانچہ پروگرام کے مطابق محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اور خاکسار مورخہ ۲۶ر اکتوبر کو قادیان سے روانہ ہو کر ۲۷ر اکتوبر کو ناصر آباد پہنچے۔ ہماری آمد کی اطلاع جماعتوں کو مل چکی تھی۔ احباب کی کثیر تعداد سڑک پر منتظر تھی جو نہی ٹیکسی ناصر آباد کی عیدگاہ پر پہنچی احباب نے اھلاً و سھلاً کہا اور پُرجوش نعروں سے استقبال کیا۔

ناصر آباد میں مورخہ ۲۸ر اکتوبر کو بعد نماز جمعہ محترم ناظر صاحب کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب نے تلاوت کی اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور نے نظم پڑھی بعد ازیں مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ ایڈریس کے بعد محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ ناصر آباد نے پُراثر تقریر کی اس کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت و تبلیغ نے تقریر کی آپ نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جس کے ذریعہ آپ لوگوں کی محبت و عقیدت کا شکریہ ادا کرسکوں آپ نے ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ مرکز کی خاص توجہ کشمیر کی جماعتوں کی طرف ہے چنانچہ کل مبلغین کی ۱/۴ تعداد صوبہ کشمیر میں تبلیغی و تربیتی امور انجام دیتی ہے۔ آپ نے احباب کو توجہ دلائی کہ وہ خلوص نیت سے بے لوث خدمت کرتے چلے جائیں۔ اسی میں جماعت کی ترقی مضمر ہے۔ ناصر آباد میں ناصر لائبریری کا افتتاح محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے کیا۔ اس کے بعد کانفرنس کے التواء کے بارے میں میٹنگ ہوئی جس میں سرینگر یاڑی پورہ۔ شورت۔ ناصر آباد کے بعض دوست شامل تھے۔

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ نے احباب کے متفقہ مشورہ کے بعد سرینگر کانفرنس کو ملتوی کئے جانیکا فیصلہ کیا اور ریڈیو کشمیر کے ذریعہ التواء کا اعلان کرا دیا۔

مورخہ ۲۹ر اکتوبر کو مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی کی لڑکی کی شادی تھی۔ مکرم سیفی صاحب کی دعوت پر اس میں شمولیت کی غرض سے ۲۹ کی شام کو ہم لوگ بجبہاڑہ پہنچے قریباً ۹ بجے شب بانڈی پورہ سے برات آئی محترم ناظر صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد اسلام کی تعلیمات دربارہ ازدواجی تعلقات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے خاوند بیوی ہر ایک کے حقوق و فرائض مقرر کئے ہیں اور ان کی بجا آوری کے نتیجہ میں ہی میاں بیوی کی زندگی خوشگوار رہ سکتی ہے برات میں غیر احمدی دوست بھی شامل تھے وہ اس خطبہ نکاح کو سن کر بہت متأثر ہوئے۔

بجبہاڑہ میں دو مودودی افراد سے بھی گفتگو ہوئی۔ یہ گفتگو انتہائی دوستانہ ماحول میں ہوئی اور بہت مؤثر رہی۔ خدا تعالیٰ اس کے اچھے نتائج پیدا فرمائے آمین

شورت میں تربیتی جلسہ:۔

مورخہ ۳۰ر اکتوبر کی صبح ہم لوگ ناصر آباد واپس آئے اسی روز شام کو شورت کی جماعت نے تربیتی جلسے کا پروگرام رکھا تھا۔ چنانچہ مغرب و عشاء کی نماز کے بعد جلسے کی کارروائی شروع ہوئی خاکسار کی تلاوت اور ماسٹر نذیر احمد صاحب کی نظم کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ شورت نے تقریر کی بعد ازاں محترم ناظر صاحب نے احباب کو خطاب کیا۔ اور نوجوانوں کو تنظیم سے وابستہ رہنے اور جوش کے ساتھ کام کرنے کی تلقین کی۔ اور فرمایا کہ ترقیات کا دروازہ کھلنے کو ہے نوجوانوں کو اپنے مقام کو سمجھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ سلسلہ کی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کر سکیں بعد تقریر آپ نے دعا فرمائی یہ اجلاس قریباً ۱½ گھنٹہ جاری رہا۔

یاڑی پورہ:۔

پروگرام کے مطابق ۳۱ر اکتوبر کی صبح کو ہم لوگ یاڑی پورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اسی روز مغرب و عشاء کی نماز کے بعد محترم ناظر صاحب کی زیر صدارت تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت مکرم مولوی ملک محمد مقبول صاحب طاہر نے کی بعد ازاں محترم مولانا صاحب نے تقریر کی اور دوستوں کو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جماعت ہمیشہ ابتلاؤں سے گذرتی ہے اس کے نتیجہ میں ہمارا قدم آگے ہی آگے بڑھتا رہتا ہے۔ لہذا ہمیں اپنی قربانیوں کا معیار بڑھانا چاہیئے تاکہ ہم جلد ان ترقیات کے وارث ہو جائیں جن کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس جلسہ میں چک ایمرچھ کی جماعت کے بھی کافی احباب آئے ہوئے تھے۔ تقریر کے بعد آپ نے دعا کرائی اس کے بعد مسجد احمدیہ یاڑی پورہ میں ایک دار التبلیغ بنانے کا بھی مشورہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ جلد اس کے بن جانے کے اسباب پیدا فرمائے آمین۔

کاٹھ پورہ:۔

یکم نومبر کو کاٹھ پورہ جانے کا پروگرام ہوا دوپہر کے بعد کاٹھ پورہ گئے چک ایمرچھ کے صدر جماعت اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ کو کاٹھ پورہ بلایا اور محترم ناظر صاحب نے انہیں قریباً آدھ گھنٹہ اپنی ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں ادا کرنے کی نصائح کرتے رہے۔ اگلے روز کاٹھ پورہ میں بعد نماز فجر خاکسار نے تربیتی درس دیا۔

آسنور:۔

مورخہ ۲ر نومبر کی صبح کو پروگرام کے مطابق ہم لوگ آسنور کے لئے روانہ ہوگئے۔ قریباً ۲ بجے آسنور پہنچے جماعت احمدیہ آسنور نے استقبالیہ گیٹ بنایا ہوا تھا۔ جوں ہی ہم لوگ بس سے اترے احباب نے بڑھ کر مصافحہ و معانقہ کیا۔ آسنور میں لوکل انجمن کے زیر انتظام ہم لوگ مکرم عبد الکریم صاحب کے مکان پر ٹھہرے اسی روز مغرب کی نماز کے بعد مختصر سی محفل درس ہوئی مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے کشمیری زبان میں درس دیا۔ اس کے بعد مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب ریٹائرڈ مبلغ نے کشمیری زبان میں درس دیا بعد ازاں خاکسار مظفر احمد نے درس دیا اور اس طرح یہ مجلس درس ختم ہوئی۔ ۳ر نومبر کو مغرب و عشاء کی نماز کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت مکرم مولوی عبد الرشید صاحب ضیاء مبلغ سرینگر نے و خاکسار نے نظم پڑھی بعد ازاں مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے تقریر کی۔ اس کے بعد محترم ناظر صاحب نے تقریر شروع کی آپ نے احباب کو توجہ دلائی کہ اپنے بزرگوں کی حالت یاد کرو اور موازنہ کرو کہ ان کے مقابلہ میں ہماری کیا حالت ہے آپ نے فرمایا کہ روحانی جماعتوں پر اندرونی و بیرونی ابتلاء و آزمائش آتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اس سے روحانی سلسلہ کو فائدہ ہی پہنچتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بعض مرتدین اسلام علماء اور ان کے انجام کا ذکر کیا۔ اس پُراثر تقریر کے بعد محترم مولانا صاحب نے لمبی اور پُرسوز اجتماعی دُعا کرائی۔ مورخہ ۴ر اکتوبر کو بعد نماز جمعہ سرینگر روانگی کا پروگرام تھا چنانچہ بعد نماز جمعہ ہم لوگ [illegible] گذار کر [illegible] روز [illegible] سرینگر میں محترم ناظر صاحب سرینگر میں بعض جماعتی کاموں اور زیر تعمیر مسجد احمدیہ کے بارہ میں مشورہ بھی کرتے رہے بعد فراغت ۸ نومبر کو سرینگر سے روانہ ہو کر ہم لوگ مورخہ ۹ نومبر کو قادیان پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ اس دورہ کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور دورہ میں معاونین کرام کو جزائے خیر دے

مجالس انصار اللہ کا سالانہ اجتماع

بقیہ صفحہ اوّل

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس وقت ہم جس زمانہ میں سے گزر رہے ہیں یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی بشارات کے مطابق حضور کے اس مہدی اور مسیح کا زمانہ ہے جس نے حضور کی محبت میں فنا ہو کر یہ مقام حاصل کیا۔ اس زمانہ میں سے ۸۶-۸۷ سال گذر چکے ہیں اور قریباً ایک ہزار سال باقی ہیں اس ایک ہزار سال کے لئے مہدی موعود کو قرآن کریم کی تفسیر سکھائی گئی ہے جو آپ کی کتب میں تفصیل یا بیج کے طور پر موجود ہے۔ قرآن کریم تو کامل اور مکمل کتاب ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت تک نہ اس میں کچھ کمی ہو سکتی ہے اور نہ اس پر کچھ زائد کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے جو علوم موجودہ دور کے ایک ہزار سال کی ضروریات کے لئے ضروری ہیں۔ ان کی تفصیل خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رسول کریم کی بشارات کے مطابق وابستہ کر دیا ہے۔ اس لئے ہزار سال کا یہ دور بہر حال خیر و برکت کا دور ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد بھی ہوں اور مجدد الفِ آخر بھی ہوں۔ لہٰذا اگر کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ اب اس صدی کے گذرنے کے بعد کوئی اور دنیا کی اصلاح کے لئے آئے گا تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

حضور نے فرمایا اس زمانہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے اور جو کتاب مکنون کا رنگ رکھتی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش کردہ تفسیر قرآن کے علاوہ اور کہیں نہیں مل سکتی اس لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم اور احادیث نبوی کو سمجھنے کے لئے جو ہمارے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی مطالعہ کریں مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کی اس طرف پوری توجہ نہیں جو کہ فکر کا مقام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے گہرے مطالعہ سے ہمیں جو نئے سے نئے نکات معرفت حاصل ہوتے ہیں اور پھر جس طرح موجودہ زمانہ میں ان کی تصدیق و تائید ہو رہی ہے۔ اس کی ایمان افروز مثالیں دینے کے بعد

حضور نے فرمایا انصار اللہ احمدی گھرانوں کے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ (۱) ہر احمدی خاندان کا ہر فرد کم از کم اردو لکھ اور پڑھ سکتا ہو (۲) ہر احمدی گھرانہ میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام موجود ہوں اور زیر مطالعہ ہوں اور انہیں بچوں کو پڑھانے کا انتظام ہو حضور نے اس اہم کام کی نگرانی کا کام مجالس موصیان کے سپرد فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ احباب ہر تین ماہ میں کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب ضرور خرید لیا کریں اور خریدنے کی ترتیب یہ رکھیں کہ حضور علیہ السلام جو آخری کتاب تصنیف فرمائی ہے اسے پہلے خرید کر پڑھیں۔ اور پھر اس سے قبل کی کتب علی الترتیب خریدتے چلے جائیں۔ کیونکہ آخری دور کی کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عوام کو مخاطب کر کے نہایت عام فہم اور آسان زبان میں تصنیف فرمائیں جبکہ ابتدائی زمانہ کی کتب علماء کو مخاطب کر کے لکھی گئیں جن کی وجہ سے وہ بہت گہری اور دقیق ہیں لیکن بہر حال وہ بھی بے شمار نہایت لطیف اور پُر معارف نکات پر مشتمل ہیں

آخر میں حضور نے فرمایا کہ ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسلام کا نمونہ ظاہر کرنے کے لئے قائم کیا ہے اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تخلقوا باخلاق اللہ کی ہدایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کی کوشش کریں اور جس حد تک ہمارے لئے ممکن ہو اپنی عملی زندگیوں کو اسلام کے نمونہ کے مطابق ڈھالیں کہ یہی تبلیغ کا بھی بہترین ذریعہ ہے اس کے ساتھ ہمیں دعاؤں پر بھی بہت زور دینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کا نمونہ بننے کی اپنے فضل سے توفیق دے اور جس مقصد کے لئے اس نے ہماری جماعت کو قائم کیا ہے ہم اسے پورا کر کے خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کے وارث بنیں آمین

حضور ایدہ اللہ کا یہ نہایت روح پرور اور بصیرت افروز خطاب کم و بیش ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ ساڑھے چار بجے حضور مقام اجتماع سے واپس تشریف لے گئے۔ جس کے بعد پروگرام کے مطابق اجتماع کی کارروائی جاری رہی۔

٭٭٭

افتتاحی خطاب میں حضور ایدہ اللہ کے بصیرت افروز خطاب کا ملخص

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۱ اکتوبر کے افتتاحی اجلاس میں خطاب فرمانے کے لئے سوا گیارہ بجے دوپہر مقام اجتماع میں تشریف لائے جہاں حاضرین نے کھڑے ہو کر نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کیا۔ حضور کے کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم ثاقب صاحب زیروی مدیر ہفت روزہ "لاہور" نے اپنی ایک نقیبہ نظم بعنوان "عرضِ حال" کے چند اشعار نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائے اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے ناظمین اعلیٰ علاقائی اور ناظمینِ اضلاع مجالس انصار اللہ کو ۷۵-۷۶-۷۷ء کی سندات خوشنودی عطا فرمائیں۔ نیز تعلیمی امتحانات میں اوّل دوم اور سوم آنے والے انصار اور اجتماع کے موقعہ پر منعقد ہونے والے تقریری اور ورزشی مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والی مجالس اور انصار میں انعامات تقسیم فرمائے اور انہیں مصافحہ کا شرف بخشا۔

گیارہ بجکر ۳۵ منٹ پر حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد افتتاحی خطاب کا آغاز فرمایا حضور نے فرمایا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے حضور کی بعثت کا مقصد انسان کو جو خدا سے دُور ہو گیا تھا پھر خدا کی طرف لانا تھا۔ نیکی، تقویٰ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی وہ راہیں جو کشادہ اور مستقیم تھیں وہ حضور نے بنی نوع انسان کے لئے کھول دیں آپ کا وجود تمام انسانوں کے لئے عظیم رحمت کا موجب تھا۔ اب انسان کوئی بھی روحانی فیض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کے سوا اور کہیں سے حاصل نہیں کر سکتا اب اس عظیم محسن انسانیت کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں تا قیامت ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو خدا کا قرب حاصل کریں گے۔ آپ سے جدا ہو کر اب کوئی شخص بھی کوئی فیض اور برکت حاصل نہیں کر سکتا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں منعم علیہ گروہ میں جو شامل ہونے کی جو دُعا سکھائی ہے وہ بڑی شان سے پوری ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد ایمان افروز حوالے پڑھنے کے بعد بتایا کہ کثرتِ کمیت اور صفاتی کیفیت کے لحاظ سے حقیقتِ صدیوں میں انعم علیہ جماعت کے ہمیں یہ دو گروہ نظر آتے ہیں (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد گذرنے والی تین صدیوں یعنی خیر القرون میں آنے والے بزرگان اُمت کا گروہ کثیر جس نے نبی کریمؐ کے روحانی اثر اور تربیت کے نتیجہ میں عظیم روحانی انقلاب اپنے اندر بپا کیا۔ اور پھر وہ دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے (۲) دوسرا گروہ منعم علیہ کا وہ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جنہوں نے آخری زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم روحانی تربیت سے حصہ پایا جن کا ذکر قرآن کریم میں وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ جملہ مفسرین اور علمائے اُمت نے آنے والے مسیح موعود کی جماعت ہی کو واٰخرین منہم کا مصداق قرار دیا ہے

حضور نے متعدد مثالیں دیتے ہوئے اس امر کو واضح فرمایا کہ منعم علیہ احباب کے پہلے مبارک گروہ نے جو پہلی تین صدیوں تک پھیلا ہوا ہے اور بلاشبہ لاکھوں بلکہ کروڑوں مقدس بزرگوں پر مشتمل ہے۔ اسلام کی گراں بہا خدمات سرانجام دیں چنانچہ ان میں زبردست مفسر، محدث اور ایسے متکلم پیدا ہوئے جنہوں نے علم کلام میں تہلکہ مچا دیا پھر ایسے مؤرخ، صوفیاء، حساب دان اور اطباء پیدا ہوئے جنہوں نے ہر شعبۂ زندگی میں انقلاب بپا کر دیا ہمارے قلوب ان کے احترام سے معمور ہیں۔ لیکن ان تمام قابل قدر خدمات کے باوجود ہمیں یہ نظر آتا ہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ خلافت راشدہ کے مبارک عہد کے بعد اُمتِ مسلمہ کے اخیار و ابرار کے اس گروہ کثیر کا کوئی ایسا مرکزی نقطہ نہ رہا جس سے وہ وابستہ رہیں اس کے نتیجہ میں ان میں وحدت نہ رہی ہمارے مفسرین نے چونکہ تفسیر کے بعض ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دیا جن کی طرف اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے اس لئے بعد میں اُمت کے مختلف گروہ مختلف مفسرین کے گرد جمع ہو گئے۔ احادیث اور فقہ میں اختلاف بھی اُمت میں وحدت کے فقدان کا موجب بن گیا۔ لیکن بہر حال اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ منعم علیہ کے اس گروہ نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کی بڑی زبردست خدمت کی، اسے دنیا میں پھیلایا اور اس کے لئے زبردست قربانیاں کیں گو وہ کسی مرکزی نقطہ سے وابستہ نہ رہے مگر ان میں کوئی تفرقہ بھی نہ تھا۔ اور ایک لحاظ سے انہیں ایک ایسی عظمت حاصل تھی۔ جس کا تا قیامت کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

جلسہ سالانہ — ایک رُوحانی اجتماع

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

انسان فطرتاً مدنی الطبع واقع ہوا ہے اس لئے اس کی فطرت طبیعت اور فردیاً زندگی اجتماعیت کا تقاضہ کر رہی ہیں چنانچہ ایک مشہور فلاسفر ارسطو کا قول ہے کہ

He who is unable to live in society and who has no need, because he is sufficient for himself must be either beast or God.

گویا کہ اجتماعی زندگی فطرتِ انسانی کا تقاضہ ہے۔ اسلام جو ایک فطری مذہب ہے۔ اس تقاضہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی مقرر کردہ تمام عبادات میں بھی روح اجتماعیت کو لئے ہوئے ہے اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ ہر محلّہ کے لوگ، اپنی اپنی محلہ کی مسجدوں میں پانچ وقت جمع ہوں اور پھر حکم دیا کہ تمام شہر کے لوگ ساتویں دن شہر کی جامع مسجد میں جمع ہوں یعنی ایسی وسیع مسجد میں جس میں سب کی گنجائش ہو سکے۔ اور پھر حکم دیا کہ سال کے بعد عیدگاہ میں تمام شہر کے لوگ اور نیز گرد و نواح کے دیہات کے لوگ، ایک جگہ جمع ہوں اور پھر حکم دیا کہ عمر بھر میں ایک دفعہ تمام دنیا ایک جگہ جمع ہو یعنی مکہ معظمہ میں سو جیسے خدا نے آہستہ آہستہ اُمت کے اجتماع کو حج کے موقع پر کمال تک پہنچایا اور چھوٹے چھوٹے موقعے اجتماع کے مقرر کئے اور بعد میں تمام دنیا کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع دیا۔ سو یہی سنّت اللہ الہامی کتابوں میں ہے اس میں خدا تعالےٰ نے یہی چاہا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ نوع انسان کی وحدت کو دائرہ کمال تک پہنچا دے اوّل تھوڑے تھوڑے ملکوں کے حصوں میں وحدت پیدا کرے اور پھر آخر میں سب کے اجتماع کی طرح سب کو ایک جگہ جمع کر دیوے"

(چشمہ معرفت ص ۱۳۸ و ص ۱۳۹)

لیکن ہائے افسوس کہ وہ مسلمان جنہیں ابتداء سے ہی درسِ اجتماعیت اور وحدتِ قومی کا سبق دیا گیا تھا۔ اور اس کے لئے تمام عبادتوں میں ہی ٹریننگ دی گئی تھی آج تشتّت، اور افتراق کا ایسا شکار ہوا کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے شیرازے کو منتشر کر دیا اور اجتماعیت کا وہ محور یعنی مرکزیت جس کے گرد اس کے تمام افکار و خیالات گھومتے رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور نماز سے لے کر حج تک کی عبادتوں کی رُوح قرار دی گئی تھی۔ اس سے دور جا ٹھہرا اور محض رسُوم کا پابند ہو کر رہ گیا۔ اور مسلمانوں کی ہر عبادت ؏

رہ گئی رسمِ اذاں رُوحِ بلالی نہ رہی

کی مصداق ہو کر رہ گئی۔

چنانچہ علامہ اقبال نے اسی کا ماتم کرتے ہوئے کہا تھا کہ ؎

تری نماز بے سرور ترا امام بے حضور
ایسی نماز سے گذر ایسے امام سے گذر

غرضیکہ اسلام کی ہر عبادت جس میں مسلمانوں کے اندر ربط و نظم اور اتحاد و اجتماعیت کا درس دے رہی تھی صرف ایک رسم ہو کر رہ گئی ہے بالفاظِ دیگر ایک مذاق بن کر رہ گئی ہے!!

چنانچہ خاکسار کو سرزمینِ دکن کے ایک عارف باللہ اور کامیاب مجاہدِ اسلام حضرت خواجہ بندہ نواز کی آخری آرامگاہ جو گلبرگہ میں واقع ہے کچھ عرصہ قبل جانے کا اتفاق ہوا تھا وہاں جو کچھ غیر اسلامی اور مشرکانہ نظارہ میں نے دیکھا اس سے طبیعت میں ایک ناقابلِ بیان گھٹن محسوس کرنے لگا۔ حضرت صاحب ممدوحؒ کی قبر کے علاوہ اس عمارت کے اندر آپ کے رشتہ داروں اور خاص مریدوں کی مزاریں ہیں ان میں سے ہر ایک کی مزار اور قبر پر مسلمانوں کو باقاعدہ سجدہ کرتے اور طواف کرتے دیکھا۔ اس تکلیف دہ نظارے کو دیکھ کر دِل ہی دِل میں لرزاں و ترساں تھا کہ وہاں کے ایک مجاور سے اس غیر اسلامی حرکت کا تذکرہ کیا تو وہ لال پیلا ہو کر کہنے لگا کہ اس کے اندر بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ یہ مزار ہم دکنیوں کا کعبہ ہے۔ اُمراء اپنی دولت خرچ کر کے مکّہ میں حج کرنے جا سکتے ہیں مگر ہم دکن کے رہنے والے غرباء کے لئے یہی کعبہ ہے! ہمارا حج اور طواف وغیرہ یہیں پر ہو سکتے ہیں۔ وغیرہ۔ میں اس شخص کو جواب دینا مناسب نہ سمجھ کر جوابِ جاہلاں باشد خاموشی کے مطابق وہاں سے ایک محراب کے ذریعہ باہر نکلا جس پر نہایت جلی حروف میں لکھا ہوا تھا۔

"نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز"

یعنی سرزمینِ دکن میں سوائے درگاہ حضرت خواجہ صاحب کے اور کوئی کعبہ نہیں۔!!!

احمدیوں کے متعلق یہ اعتراض کرنے والے کہ وہ حج کے لئے قادیان جاتے ہیں۔ اور کعبۃ اللہ شریف نہیں جاتے ہیں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ سرزمینِ دکن کے اس کعبہ میں ضرور جائیں تو انہیں نظر آئے گا کہ ہر مزار کا طواف کیا جا رہا ہے۔ ہر قبر کے آگے سجدے کئے جا رہے ہیں۔ کیا اس صورتِ حال پر غور کرنے کے بعد وہ اپنے دل میں سوال کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ؏

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما؟

غرضیکہ درسِ توحید کے ساتھ اسلام نے درسِ وحدت کی جو تعلیم دی تھی اسے اہلِ اسلام نے بالکل فراموش کر دیا جس کے نتیجہ میں ان کے ہاتھ سے دین بھی گیا اور دنیا بھی گئی۔

ایسے ہی موقع پر خدا تعالےٰ نے اسی توحید اور وحدت کو قائم کرنے کے لئے حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ارضِ مقدس قادیان میں مبعوث فرمایا آپ نے دنیا میں آ کر جو عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا فرمایا۔ اور ایک نئی زمین اور نئے آسمان کی بنیاد ڈالی اس کی تفصیل میں جانے کی یہاں گنجائش نہیں آپ نے اپنی قائم کردہ جماعت میں رُوحانیت کے دائمی بقاء کے لئے جہاں کئی پروگرام تجویز فرمائے ان میں سے ایک احمدیت کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں سال میں ایک دفعہ قائم فرمودہ روحانی اجتماع یعنی جلسہ سالانہ ہے۔ اور آپ نے ساری جماعت کو یہ تلقین فرمائی کہ وہ جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں مرکز میں آ کر جمع ہوں اور وہاں کے رُوحانی ماحول اور مقدس صحبتوں سے اور وہاں کی جانے والی تقریروں اور درس و تدریس سے اپنے دِل و دماغ کو معطّر کریں اور اس طرح اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کریں چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالےٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت و مواخات میں دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔"

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:-

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں۔ جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت لاویں اور اللہ اور اس کے رسُول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت و صعوبت ضائع نہیں جاتی۔"

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

آج سے ۸۵ سال قبل کیا گیا یہ فرمان لفظ بلفظ پورا ہوتا ہوا ہم دیکھ رہے ہیں۔

واقعی جو مخلص احمدی ایک دفعہ جلسہ

سالانہ میں شرکت کے لئے قادیان آتا ہے اس کے اندر ایک ایسا روحانی انقلاب پیدا ہوتا ہے اور ایک ایسی پاک تبدیلی نظر آتی ہے کہ اس کے آثار سارا سال اس کی طبیعت پر نظر آتے ہیں۔ یہ بات بھی بہت ایمان افروز ہے کہ باوجود اس کے کہ جلسہ سالانہ میں کی جانے والی تمام تقاریر اردو میں ہی ہوا کرتی ہیں اور وہاں کے تمام ماحول خالصتہً اردو زدہ ہوتا ہے اور وہاں کی غذا موسم اور دیگر ماحول بھی اپنے اپنے ماحولوں سے بہت جداگانہ ہوتے ہیں تاہم اردو نہ جاننے والے احباب اور مستورات جو کیرلہ اور تامل ناڈو وغیرہ علاقوں سے آتے ہیں وہ اس ماحول میں ایسے مست اور مسرور ہوتے ہیں کہ جلسہ سالانہ سے واپسی پر ایسے محسوس کرتے ہیں کہ گویا کہ ان کا کوئی نہایت ہی قیمتی اثاثہ قادیان چھوڑ کر جا رہے ہیں اور اس اُمید پر واپس جاتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اگلے سال ضرور پھر جائیں گے اور سارا سال اسی کوشش اور لگن میں رہتے ہیں۔

اس مبارک اجتماع میں شریک ہونے والے، جماعت کے اتحاد اور وحدتِ ملّی اور باہمی خلوص و محبت پر مشتمل اخوت کا نظارہ بچشم خود دیکھ کر مسرور حاصل کرتے ہیں مختلف علاقوں سے آئے ہوئے احباب کرام جب آپس میں ملتے ہیں اور معانقہ و مصافحہ کرتے ہیں تو اس وقت جو روحانی سرور اور طمانینتِ قلب حاصل کرتے ہیں اس کی کیفیت بالکل اسی طرح کی ہوتی ہے کہ ؎

جب مل گئے دو احمدی مجنوں کو لیلیٰ مل گئی

اس موقعہ پر صوبائیت اور لسانیت وغیرہ تمام امور کافور ہو جاتے ہیں۔ اور صرف اور صرف روح احمدیت ان کے سامنے ہوتی ہے اور یہی رُوح اجتماعیت ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد پر تمام عبادتیں قائم ہیں۔

نیز وہاں کی دعاؤں، عبادات، ذکر الٰہی میں خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی ہو جو لذّت اور روحانی سرور حاصل ہوتا ہے وہ کسی اور جگہ میسّر نہیں یہ تجربہ اور مشاہدہ کی بات ہے قادیان کے مقاماتِ مقدسہ یعنی بیت الدعا، بیت الفکر مسجد مبارک۔ مسجد اقصیٰ۔ منارۃ المسیح بہشتی مقبرہ وغیرہ شعائر اللہ میں داخل ہوتے وقت جو روحانی تبدیلی اپنے اندر محسوس کی جاتی ہے۔ وہ صرف محسوس ہی کی جا سکتی ہے۔ بیان نہیں کی جا سکتی۔

اس روحانی ماحول سے واپسی پر ہر ایک احمدی کے دل کا حال کچھ اس قسم کا ہو جاتا ہے کہ

قلبی بکید عنہ عالقٌ شغفًا بھا

کہ میرا دل کد عمہ (اقاب) کے ساتھ محبت کے باعث اٹکا ہوا ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے ہم احمدیوں کو اپنی زندگی میں ایک بار پھر یہ موقعہ عطا فرمایا ہے کہ قادیان دارالامان میں مورخہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر کو ہونے والے ایک عظیم اور بے نظیر الٰہی اجتماع میں شرکت کریں۔ اور اپنے ایمانوں کو تازہ کریں اور ان تمام قبول اور فضلوں کے وارث بنیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس روحانی اجتماع میں شرکت کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے۔

میں اس مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دُعا پر ختم کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کا وارث بنا دے آمین۔

" بالآخر میں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں، خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دُور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتامِ سفر ان کے ان کا خلیفہ ہو۔

اے خدا اے ذو المجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہماری مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوّت اور طاقت تجھ ہی کو ہے آمین ثم آمین "

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

بقیہ صفحہ ۱۱ سے آگے: لیکن بایں ہمہ خلافتِ راشدہ کے بعد ان میں مرکزی نظام کے فقدان کی وجہ سے وحدت نہ رہی اور خدا کی طرف سے یہی مقدر تھا کیونکہ قرآن مجید سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہ ثابت ہے اور تمام متقدمین اس سے متفق ہیں کہ بنی نوع انسان کو اُمت واحدہ بنا کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا عظیم کام اس مسیح موعود کے زمانہ میں ہی مقدر تھا جس نے نبی کریمؐ کی اتباع میں اپنے وجود کو فنا کر کے اس زمانہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا بیڑا اُٹھانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون کے زمانہ میں گو اسلام ترقی تو کرتا چلا گیا لیکن ان میں وحدت قائم نہ رہ سکی حتیٰ کہ فیج اعوج کا زمانہ آ گیا جبکہ بہت سی خرابیاں اور بگاڑ پیدا ہو گئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتاتے ہوئے کہ اب بنی نوع انسان کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کر کے اُمّت واحدہ بنانے کا وقت آ گیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے اپنے تئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور خادم اور خاتم الخلفاء قرار دیتے ہوئے بتایا ہے کہ مسیح موعود کا یہ زمانہ غلبۂ اسلام کا مبارک دَور ہے اور ہم نے آپ کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پہچانا ہے۔ حضور نے فرمایا اب ہمارا یہ کام ہے کہ ہم غلبۂ اسلام کے لئے ایثار، قربانی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں دنیا کے لئے نمونہ بنیں اور اپنے عمل سے دنیا کو اسلام کی طرف کھینچنے کا موجب بن جائیں پہلوں کی تمام تر دینی خدمات کے باوجود ان میں وحدت نہ رہی تھی لیکن اب چونکہ دنیا ایک عظیم مادی انقلاب کے بعد ایک عظیم روحانی انقلاب کے لئے تیار ہو رہی ہے۔ اور چونکہ جماعت احمدیہ پر دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے اس لئے منعم علیہ کے اس آخری گروہ میں کوئی ایسا مرکزی نقطہ ہونا چاہیئے جو پہلے گروہ میں نہیں تھا۔ وہ مرکزی نقطہ خلافت ہے۔ حضور نے فرمایا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح میرا بھی یہ نظریہ ہے کہ خلافتِ احمدیہ کو کبھی اور کسی زمانہ میں بھی بادشاہت اور حکومت سے نہیں ملانا چاہیئے۔ ہمیں بادشاہت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اس خلافت کا کام تو دنیا میں روحانی انقلاب بپا کرنا ہے اور اس بشارت کو پورا کرنا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں - لیظھرہٗ علی الدّین کُلّہٖ کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔

حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد حوالہ جات پڑھ کر سنائے جس میں حضور نے قدرتِ ثانیہ سے خلافت مُراد لی ہے اور بتایا ہے کہ خدا کی یہ دوسری زبردست قدرت میرے مرنے کے معًا بعد شروع ہو جائے گی اس قدرت کے مظہر کئی وجود ہوں گے اور اس کا سلسلہ دائمی ہوگا اور قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔ اور اس طرح اس کے ذریعہ تمام روحوں کو خواہ وہ یورپ میں ہوں یا ایشیا میں توحیدِ واحد پر جمع کر دیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رسالہ الوصیّت احباب کو بغور پڑھنا چاہیئے اس میں حضور نے دو انقلابی نظاموں کا ذکر کیا ہے (۱) مادی نظام میں نظامِ وصیّت کا قیام (۲) رُوحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے نظامِ خلافت جو دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے مرکزی نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم دُعاؤں سے، حُسنِ اخلاق سے، حُسنِ معاملہ سے اور حُسنِ مجادلہ سے دنیا کے قلوب کو رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جیتنے کی کوشش کریں اور اس طرح خدا کے فضلوں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں خلافت کے اس مرکزی نقطہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہو۔ ہمارا خدا سچے وعدوں والا خدا ہے کیا تم نے گزشتہ تین سال میں بارش کی طرح اس کے فضل اور نشانات نازل ہوتے نہیں دیکھے۔ (نعرہ ہائے تکبیر) ہمارا خدا یقینًا سچے وعدوں والا ہے اگر آپ بھی صدق و صفا کا ویسا نمونہ دکھائیں جو پہلے گروہ کثیر نے دکھایا تو یقینًا آپ بھی خدا کی بے شمار برکتوں کے وارث بن سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے آمین

بارہ بج کر پچاس منٹ پر حضور کا یہ نہایت بصیرت افروز خطاب ختم ہوا۔ جس کے بعد جملہ انصار نے کھڑے ہو کر حضور کی اقتداء میں اپنا عہد دہرایا۔ عہد دہرانے کے بعد حضور نے لمبی نہایت پُرسوز و گداز اجتماعی دُعا کرائی۔ دُعا کے بعد حضور نے جملہ انصار کو واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔

---

۲۴ اور اس طرح انصار اللہ کا یہ مرکزی سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار بدر خود خرید کر پڑھے۔ (مینیجر)

مانٹریال (کینیڈا) میں ایک بزرگ خاتون کا انتقال اور

قادیان میں تدفین

جماعت احمدیہ مانٹریال (کینیڈا) کی ایک بزرگ دُعاگو خاتون محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد ابراہیم صاحب سابق صدر حلقہ راجگڑھ لاہور ۹۵ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو وفات پاگئیں۔ اُن کے بیٹے مکرم چوہدری محمد عثمان صاحب نے بڑی محنت کر کے اپنی موصیہ والدہ کا تابوت بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کے لئے بھیجا۔ چنانچہ مرحومہ کی قادیان میں نماز جنازہ اور تدفین کی مختصر خبر گزشتہ سے پیوستہ پرچہ میں آچکی ہے ملکی تقسیم کے بعد یہ پہلا کیس ہے کہ کسی غیر ملکی موصی کی نعش اجازت سے لائی جا کر قادیان کے بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کی گئی ہے اس سے مرحومہ کے اخلاص کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا ثبوت ملتا ہے۔ مرحومہ کے بارہ میں ذکر خیر کے رنگ میں کچھ حالات احمدیہ گزٹ کینیڈا بابت ماہ اکتوبر میں شائع ہوئے ہیں اور کچھ مرحومہ کے داماد چوہدری عبد اللطیف صاحب صدر جماعت احمدیہ آٹوا نے ارسال فرمائے ہیں جو اس قابل ہیں کہ اس جگہ ان کا کچھ کچھ حصہ نقل کیا جائے

بتایا گیا ہے کہ مرحومہ ۸ ستمبر کو روزہ کی حالت میں تھیں کہ دماغ کی ایک رگ پھٹ جانے کی وجہ سے بے ہوش ہوگئیں۔ ایک دن بعد ہوش آئی لیکن پھر بے ہوشی کا حملہ ہوگیا اور ہسپتال میں ایک ماہ سے زائد دنوں تک مصنوعی تنفس کے ذریعہ سانس دلایا جاتا رہا مگر وقت آن پہنچا تھا اس لئے ۱۳ اکتوبر کو ہسپتال ہی میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی چوہدری امین اللہ صاحب محلہ دار الرحمت قادیان کی بیٹی تھیں۔ قادیان کے ماحول میں تربیت پانے کے نتیجہ میں بہت ہی بزرگ دُعا گو نیک دل واقع ہوئیں۔ وصیّت کی ہوئی تھی۔ پابند صوم و صلوٰۃ، تہجد گذار، تلاوت قرآن کریم کرنے والی، جماعتی چندوں میں حصہ لینے والی، باوجود زیادہ تعلیمیافتہ نہ ہونے کے دینی مسائل پر گہرا عبور حاصل تھا۔ سالہا سال تک لاہور کے علاقہ راجگڑھ کی صدر لجنہ اماء اللہ رہیں اور بڑی محنت سے یہ فرض سرانجام دیا۔ حج کی خواہش تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ناموافق حالات میں پورا کرنے کے سامان کر دیئے۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے ۸ لڑکے تین لڑکیاں اور ۱۴ پوتے پوتیاں و اسی نواسے نواسیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ چھ لڑکے دو لڑکیاں اس وقت کینیڈا میں ہیں۔ اور سب ہی جماعت سے ماشاء اللہ تعاون کرنے والے ہیں۔ ایک بیٹا مکرم چوہدری محمد احمد صاحب، جماعت احمدیہ مانٹریال کے سیکرٹری مال، اور دو داماد مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب اور مکرم محمد برکات الٰہی صاحب چیمہ علی الترتیب جماعت احمدیہ آٹوا اور جماعت احمدیہ مانٹریال کے صدر ہیں۔ مرحومہ کے ایک دوسرے بیٹے مکرم محمد عثمان صاحب محض اپنے والدین کی خدمت کے لئے پاکستان میں لاکھوں کا کاروبار چھوڑ کر کینیڈا پہنچے۔ پہلے والدہ محترمہ کی آخری خدمت کی سعادت پائی۔ اسی دوران موصوف کے والد صاحب بھی شدید بیماری کی حالت میں ہسپتال میں داخل ہیں ان کی خدمت بجالانے کی بھی سعادت پارہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور ان کے والد محترم کو صحت کاملہ عطا فرمائے

مرحومہ کی وفات پر مانٹریال میں نماز جنازہ کے موقع پر ایک سو کے قریب احمدی احباب نے شرکت کی جو مانٹریال، آٹوا اور ٹورانٹو سے آئے تھے اور حُسن اتفاق سے مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ ہالینڈ بھی اپنی دوستوں میں شامل تھے۔ جو انگلستان سے اتفاقاً ایک دن پہلے تشریف لائے تھے۔ مکرم منصور احمد صاحب بشیر مشنری انچارج نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحومہ کا تابوت جب امرتسر ایئر پورٹ سے قادیان لایا گیا تو عجب اتفاق یہ ہوا کہ ادھر تابوت لانے والی جیپ مسجد مبارک کے نیچے سے گزر کر احاطہ گلشن احمد میں کھڑی ہوئی اُدھر منارۃ المسیح سے نماز مغرب کی اذان سُنائی دی۔ گویا قادیان کی مقدس بستی میں سب سے پہلی آواز جو مرحومہ کے کان میں پڑی وہ اللہ اکبر کی صدا ہی تھی۔ اللّٰھم اغفر لھا وارحمھا۔

محترم چوہدری عبد اللطیف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مرحومہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہیں۔ جہاں تک ممکن ہوتا خلیفہ وقت کی ہر بات پر لبیک کہتے ہوئے ان احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرتیں۔ پڑھی لکھی نہ ہونے کے باوجود جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے اور احمدیت سے واقف ہونے کا ارشاد فرمایا تو فوراً اس کلاس میں اپنا نام دیا۔ اس طرح بڑی محنت کر کے اس قابل ہوگئیں کہ اخبار الفضل پڑھ لیتیں۔ کینیڈا آنے کے بعد مجھے جب بھی ملتی تو کہتیں کہ مجھے اخبار بدر اور مصباح کے تمام پرچے دیدیا کرو تا میں انہیں پڑھتی رہوں

۱۹۴۷ء میں فسادات میں مرحومہ کے مکان (واقع پریم نگر لاہور) کو مخالفین نے جلا دیا۔ ایک دفعہ مجھے کہنے لگیں کہ اچھا ہوا مکان جل گیا کیونکہ اس کے جلنے سے میرے دل میں احمدیت کی محبت اور بھی زیادہ تیز ہوگئی ہے۔ اور کوئی نہیں جو اس کو مجھ سے چھین سکے۔ ۱۹۷۵ء میں امریکہ میں جماعت کی سالانہ کنونشن تھی۔ راستہ کوئی نو سو میل کا تھا۔ میرے اہل خانہ نے وہاں جانے کا پروگرام بنایا۔ جب انہیں معلوم ہوا تو فوراً ٹیلیفون پر مجھے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلنا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا خالہ جان وہاں کا سارا پروگرام انگریزی میں ہوگا اور فاصلہ بھی بہت دُور ہے آپ کی صحت کمزور ہے کہنے لگیں صحت کی فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ مجھے ہمت دے گا۔ رہی انگریزی کے پروگراموں کی بات تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ وہاں قرآن کریم کی تلاوت تو ہوا کرے گی میں وہی سُن لیا کروں گی۔ چنانچہ میں نے انہیں ساتھ لے لیا۔ سارا راستہ دُعائیں کرتی رہیں۔ یہ ایسی نعمت تھی جو ہمیں اُن کو چھوڑ کر جانے کی صورت میں کبھی نہ ملتی۔

قادیان سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی قادیان کا نام لیتیں تو رونے لگ جاتیں اور کہتیں ؎ قادیان دار الامان اونچا رہے تیرا نشاں۔

مرحومہ کا جواں سالی بیٹا محمد سلیمان مبشر پاکستان ایئر فورس میں فلائٹ لیفٹیننٹ تھا۔ ۱۹۶۶ء میں ہوائی حادثہ میں شہید ہوگیا۔ اس وقت مرحومہ نے جس مضبوطی ایمان کا نمونہ دکھایا وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ اونچی آواز سے نہیں روئیں۔ کہنے لگیں کہ اس طرح کا رونا میرے آقا کو قطعاً پسند نہیں۔ ماں تھیں آنکھوں سے آنسو نکلتے رہے مگر اُسوہ حسنہ کو فراموش نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی سبھی اولاد اور جماعت کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ وادخلھا فی جنّۃ النعیم ٭

انڈین ہائی کمشنر کا شکریہ

مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب نے اپنے مکتوب میں وہ ساری تفصیل درج کی ہے کہ کس طرح اُن کی خوشدامن صاحبہ کے تابوت کو قادیان میں تدفین کی اجازت انڈین ہائی کمشنر نے اپنی حکومت سے حاصل کی اور انڈین گورنمنٹ نے فراخدلی سے اجازت دیتے ہوئے اس درخواست کا جواب دیا۔ کینیڈا میں انڈین ہائی کمشن کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر گورنجشن سنگھ صاحب اور پاسپورٹ آفیسر مسٹر کرشن لال نے بہت تعاون دیا۔ اس حسن سلوک پر ہم ان سب کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ خوش رکھے۔

بھدرواہ میں شادی کی دو تقاریب

(۱) مؤرخہ ۲۳ کو بھدرواہ میں برادرم مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب (مولوی فاضل) کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ اس سے قبل ان کا نکاح مکرمہ شمیم اختر صاحبہ بنت مکرم عبد القدیر صاحب گنائی بھدرواہ کے ساتھ قادیان میں پڑھا جا چکا تھا۔ مؤرخہ ۲۴ کو مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب کے والد محترم منشی محمد عبد اللہ صاحب منڈاشی نے بھدرواہ ہی میں جماعت اور غیر از جماعت دوستوں کو مدعو کر کے دعوت ولیمہ دی۔

(۲) مؤرخہ ۲۳ کو ہی بھدرواہ میں مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مبلغ سلسلہ کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ اس سے قبل ان کے نکاح کا اعلان مکرمہ آمنہ طیبہ صاحبہ بنت مکرم منشی محمد عبد اللہ صاحب منڈاشی بھدرواہ کے ساتھ قادیان میں ہو چکا تھا۔ مؤرخہ ۲۸ کو ناصر آباد (کشمیر) میں دعوت ولیمہ ہوئی۔

احباب جماعت سے ہر دو رشتوں کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: سعادت احمد جاوید قادیان۔

درخواست دُعا: میری بڑی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ بائی بیگم فاضل الدین کے لڑکے مکرم محمد صالح صاحب مع اہل و عیال پاکستان سے سکندر آباد ملاقات کی غرض سے آئے تھے۔ اس سفر میں انہیں قادیان دار الامان بھی جانے کی سعادت ملی۔ اس خوشی میں میری ہمشیرہ موصوفہ نے ۵/- روپے شکرانہ فنڈ اور ۵/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے احباب جماعت سے اپنے خاندان کی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست کی ہے۔ خاکسار: یوسف احمد الدین۔ سکندر آباد (دکن)

قیامِ امرتسر کے چار سو سالہ جشن میں
مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے وفد کی شرکت اور تبلیغی مساعی

مؤرخہ ۲۵ تا ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو امرتسر کی چار سو سالہ شتابدی (قیام امرتسر کا چار سو سالہ جشن) امرتسر میں انتہائی جوش و خروش سے منائی گئی۔ اس تقریب میں شرکت و خطاب کے لئے ہندوستان کے وزیر اعظم شریمتی اندرا جی گاندھی، جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ شیخ محمد عبداللہ، وزیر دفاع شری جگجیون رام، وزیر داخلہ شری گیانی ذیل سنگھ و دیگر وزراء اور نامور ہستیاں تشریف لائی تھیں۔

اس جشن میں شرکت کیلئے دہلی و دیگر مقامات سے ہزارہا سکھ دوست جلوس کی شکل میں امرتسر پہنچے۔ امرتسر شہر کو سکھوں کے چوتھے گورو شری گورو رام داس جی نے بسایا تھا اور انہوں نے ہی مشہور سنہری مندر (Golden Temple) جسے دربار صاحب کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے، کی بنیاد ایک مسلمان بزرگ پیر میاں میر صاحب کے ہاتھوں رکھوائی۔ یہ سنہری مندر وسط شہر میں واقع ہے۔ اس موقع پر دربار صاحب کو خصوصاً اور سارے شہر کو عموماً عقیدتمندوں نے "روشنیوں کا شہر" بنا رکھا تھا۔ اسی موقع پر امرتسر کو "صنعتی شہر" کا خطاب بھی ملا۔

اس عظیم الشان اجتماع میں اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے انتخاب کے مطابق ۵ خدام پر مشتمل ایک وفد نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ہدایات کے ساتھ سہ روزہ پروگرام پر مؤرخہ ۲۴/۱۰ کو قادیان سے روانہ ہوا۔ بوقت روانگی مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کرائی۔ وفد کے ممبران حسب ذیل ہیں:۔

مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نائب ایڈیٹر بدر۔ امیر قافلہ۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نائب ایڈیٹر بدر۔ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔ مکرم عبدالمجید محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ۔ خاکسار منیر احمد حافظ آبادی بی۔ اے کارکن نظارت تعلیم۔ مکرم بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار کے تعاون سے وسط شہر میں ہمیں قیام کیلئے بہترین جگہ میسر آئی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ہم اپنے ہمراہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ہدایت کے مطابق انچارج صاحب لٹریچر برانچ سے چار زبانوں اردو۔ ہندی۔ پنجابی اور انگریزی میں لٹریچر مثلاً اصول کا پیغام اسلامی اصول کی فلاسفی۔ ضرورت مذہب۔ گورو نانک جی کا فلسفۂ توحید۔ سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ۔ اسلام اور کمیونزم و دیگر کتابچے اور پمفلٹ وغیرہ کثیر تعداد میں لے گئے تھے۔ چنانچہ تین دنوں کے پروگرام کے مطابق لٹریچر تقسیم کرنے کی ترتیب دیا گیا۔ امرتسر شہر کے متعدد اہم مقامات کا جائزہ لے کر تینوں روز ہال بازار۔ کمپنی باغ۔ گاندھی گراؤنڈ۔ ریلوے اسٹیشن۔ بس اڈہ۔ سول ہسپتال وغیرہ جیسے بارونق جگہوں پر سینکڑوں احباب کے ہاتھوں میں اسلام و احمدیت کا لٹریچر پہنچایا گیا۔ متعدد افراد نے بخوشی ہمارا لٹریچر قبول کیا۔ بعضوں نے اصرار کر کے لٹریچر حاصل کیا اور بعض افراد نے انکار بھی کیا۔ بعض احباب کی خواہش پر وقت اور موقع کی مناسبت سے مختصر تعارف بھی کرا دیا گیا۔

وزیر اعظم ہند و دیگر مرکزی وزراء کی آمد کے روز استقبال کیلئے وسط شہر ہال بازار میں ہزارہا لوگوں کی چہل پہل تھی۔ اس موقع سے بھی بفضلہ تعالیٰ حسب توفیق فائدہ اٹھایا گیا اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اس موقع پر آل انڈیا ٹورنامنٹ بھی رکھا گیا تھا اس سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف صوبہ جات سے مختلف کھیلوں کی ٹیمیں آئی ہوئی تھیں۔ انہیں بھی لٹریچر پہنچانے کا موقع ملا۔ اسی طرح امرتسر کی دو بڑی مساجد میں جاکر وہاں کے پیش امام صاحب و دیگر مسلمان بھائیوں کو بھی تبلیغ کرنے اور لٹریچر دینے کا موقع ملا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور غلبۂ اسلام کے دن جلد دکھلائے۔ آمین۔

خاکسار: منیر احمد حافظ آبادی ناظم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ مندرجہ ذیل مرحومین کی طرف سے مبلغ ۲/۵۰ روپے اعانت بدر اور ۲/۵۰ روپے درویش فنڈ میں جمع کراتے ہوئے احباب جماعت کی خدمت میں ان سب کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: شیخ محمود احمد منشی۔ ظہیر آبادی۔ حیدر آباد

خاکسار کے والد مکرم شیخ محبوب صاحب مرحوم انجول تعلقہ ظہیر آباد
" کی والدہ مکرمہ نالن بی صاحبہ مرحومہ " " " "
" " ہمشیرہ " فاطمہ بی صاحبہ " " " "
" " " " کلثوم بی صاحبہ " " " "
" " " " رقیہ بی صاحبہ " " " "
" " " " ہاجرہ بی صاحبہ " " " "
" کے برادر مکرم محمد عبدالکریم صاحب مرحوم " " "
" " ماموں خسر " محمد معروف علی صاحب " " " "
" کی خوشدامن مکرمہ وزیر بی صاحبہ مرحومہ " " "
" کے برادر نسبتی مکرم محمد رجب علی صاحب مرحوم " " "
" " " " جناب صاحب عرف چھوٹے میاں " " "
" کی نسبتی بہن مکرمہ طاہرہ بی صاحبہ مرحومہ " " "
" کے ماموں مکرم نفیس الدین صاحب مرحوم " " "

۲۔ تقریباً تین ماہ سے بجلی کی کمی کی وجہ سے ملازموں کو کام نہیں مل رہا ہے۔ ہر ملازم ماہانہ تین سو سے پانچ سو تک نقصان برداشت کر رہا ہے۔ ہماری جماعت کے چھ افراد اس کمپنی میں ملازم ہیں۔ درویشان کرام اور جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس پریشانی کو دور فرمائے اور ہمارے رزق میں کشائش عطا فرمائے آمین

خاکسار: عبدالقیوم احمد سیکرٹری مال۔ جماعت احمدیہ جمشید پور

اخبار قادیان

٭۔ مکرمہ عزیزہ مبارکہ صاحبہ ایم اے بنت مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش کے بخیریت امریکہ پہنچ جانے کے بارہ میں مؤرخہ ۳۱/۱۰ کو اطلاع موصول ہوگئی ہے۔ واضح ہو کہ انکی شادی امریکہ میں مقیم مکرم ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب متوطن حیدر آباد کے ساتھ ہوئی ہے

٭۔ مکرم ملک بشیر احمد صاحب درویش کے بھائی مکرم ملک منظور احمد صاحب جو گذشتہ دنوں جرمنی سے زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان آئے تھے۔ مؤرخہ ۲۸/۱۰ کو واپس تشریف لے گئے۔

٭۔ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان مع مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر، کشمیر کی بعض جماعتوں کا تربیتی دورہ مکمل کر کے مؤرخہ ۹/۱۱ کو واپس تشریف لے آئے۔ مکرم مولانا صاحب کی عدم موجودگی میں بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد حدیث بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ اور اب مکرم مولانا امینی صاحب یہ درس دے رہے ہیں جزاہم اللہ تعالیٰ۔

٭۔ مکرم مرزا منور احمد صاحب درویش آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ گذشتہ چند دنوں میں کافی بیمار رہے ہیں اب قدرے افاقہ ہے البتہ کمزوری کافی ہے احباب انکی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔ ٭ مکرم بہادر خان صاحب درویش بھی کافی دنوں سے فریش ہیں اور کمزور ہو گئے ہیں احباب انکی صحت کاملہ کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

٭۔ مکرم محمد یوسف صاحب زیروی بھگتو درویش کی دائیں آنکھ اور سر میں کافی دیر سے درد کی تکلیف چلی آرہی ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ اسی طرح مکرم محمد ابراہیم صاحب غالب درویش گذشتہ دنوں بیمار رہے ہیں اب افاقہ ہے لیکن اب ان کا چھوٹا بیٹا بیمار ہے۔ احباب ہر دو کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں ٭

قائدین کرام سے گزارش ہے کہ چندہ مجلس خدام الاحمدیہ کا مرکزی حصہ (⅓) فوراً مرکز میں ارسال کر کے ممنون فرمائیں! (مہتمم مال)

درخواست ہائے دُعا

۱۔ لبنہ ضلع رائے پور۔ سی پی۔ کے ایک غیر احمدی دوست مکرم نور محمد صاحب تاجر تمبا کو نے درویش فنڈ کی مد میں پانچ روپے بھجواتے ہوئے اپنے کاروبار میں برکت کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے۔ احباب کرام اُن کے لئے دُعا فرماویں (ناظر بیت المال آمد۔ قادیان)

۲۔ برادرم عزیزم مرزا عبدالوہاب صاحب شوکت، لندن میں بیمار تھے۔ تاحال شفایابی کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ نیز برادرم محترم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب کے بارہ میں بھی مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے اطلاع دی تھی کہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب ہر دو کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

خاکسار:۔ مرزا منور احمد درویش قادیان۔

۳۔ محترم مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کو اللہ تعالیٰ نے ٹائیفائڈ سے تشویشناک حالت پیدا ہونے پر اپنے فضل سے صحت عطا کی۔ آپ زیرِ تعمیر مسجد احمدیہ ڈھاکہ کی تکمیل کے سامان میسّر آنے کے لئے بھی درخواستِ دعا کرتے ہیں۔

۴۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت حیدر آباد، دل کے عارضہ کے بعد خطرناک حالت سے نکل چکے ہیں۔ اور تیزی سے رو بصحت ہیں۔ دُعاؤں کے ساتھ امداد کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

۵۔ خاکسار کے بہنوئی کے مرض کی تشخیص کراچی سے کینیڈا لے جا کر ہوئی۔ اور وہاں پھیپھڑے کے اُوپر پیدا شدہ گلٹی اپریشن سے نکالی گئی۔ بے حد کمزور ہیں۔
خاکسار کی برادر زادی عزیزہ بُشریٰ ایم۔ اے سلّمہا کی زچگی کے متعلق شدید خدشہ ہے کہ پیٹ نہ کھولنا پڑے۔ اسی طرح

۶۔ مکرم بہادر خان صاحب درویش اور بعض احباب قادیان بیمار ہیں۔ ان سب کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: ملک صلاح الدین۔ قادیان۔

۷۔ خاکسار کے بڑے بھائی مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدر آباد کی چھوٹی بچی عزیزہ حامدہ سخت بیمار ہے۔ اس کی صحتِ کاملہ کے لئے تمام احباب سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: نصیر الدین قمر۔ قادیان۔

۸۔ مکرم سید عبدالحفیظ صاحب دکنی سیکرٹری تعلیم بنگلور بیمار ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحت اور تندرستی عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: محمد حفیظ اللہ سیکرٹری مال۔ بنگلور۔

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ اب قریب آرہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں (۱/۱۰) حصہ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ مقرر ہے۔ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ضروری ہے تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔ لہذا جن احباب اور جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کی ہو، اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ کر کے عنداللہ ماجور ہوں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمایئے
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE :- 76360.

جذبۂ خدمتِ دین کی ایک عملی تصدیق — بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

لیکن مخلصین جماعت اپنی وسعت اور اخلاص کے مطابق ان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔ چندہ کی ہر قسم کا ایک الگ مخصوص مقصد ہے۔ (جو خدمت و اشاعتِ اسلام کی بڑی غرض کو آگے چھوٹی چھوٹی انواع میں تقسیم کر دیا گیا ہے) خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان سب قسم کے لازمی اور طوعی چندوں کے حاصل سے وہ تمام مصارف پُورے ہو رہے ہیں جو خدمت و اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کئی قسم کے منصُوبوں کے رنگ میں جماعت کے سامنے ہیں۔ اور اس ساری مہم کو حضرت امام جماعت کی قیادت میں آگے بڑھایا جا رہا ہے — !!

جماعتی چندوں کی ضرورت، اس کی انواع کی تفصیل، اس میں حصہ لینے کی اہمیت بیان کرنے سے اس وقت ہمارا مقصد ایک تو یہ ہے کہ تا معلوم ہو، جماعت احمدیہ کس طریق سے خدمت و اشاعتِ دین کے کام کو عملی طور پر بجا لا رہی ہے۔ اور اس میں قدم قدم پر خدا تعالےٰ کی نُصرت اور تائید شاملِ حال ہے۔ دوسرے یہ کہ جماعت میں نئے داخل ہونے والے دوستوں کو بتایا جائے کہ احمدیت میں داخل ہو جانے کے بعد ان پر مالی قُربانیاں دینے کے لحاظ سے کون کون سی ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ تا وہ بھی اس مشترکہ ذمّہ داری کو ادا کرنے میں اپنا واجبی حصّہ ڈال سکیں۔ جس طرح ان سے پہلے جماعت میں داخل ہونے والوں نے حصّہ ڈالا۔ اور آخری دم تک اس پر کاربند رہے۔

جماعتی چندوں کی ادائیگی میں مستعدی دکھانے اور مالی تحریکات کو اپنی مخلصانہ قُربانیوں کے ساتھ کامیاب بنانے والوں کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسبِ ذیل ارشاد ہمیشہ ہی نور اور بصیرت کا ذریعہ بنتا رہے گا جو اس کے ایک ایک لفظ پر توجّہ دیتے ہیں اور اس کی رُوح کو کماحقہٗ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور ؑ فرماتے ہیں:۔

"چاہیئے کہ خدا تعالےٰ پر توکّل کر کے پُورے اخلاص اور جوش اور ہمّت سے کام لیں۔ کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اِس وقت کے ایک پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔ .... یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ کوئی حصّہ مال کا دے کر یا کسی اَور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالےٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بُلاتا ہے۔ اور مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم اس میں تکبّر کرو۔ اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ مَیں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اُس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے۔"

(تبلیغِ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۴، ۵۵)

VARIETY
CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES:- 52325 / 52686 P.P.
ورائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
چپل پروڈکٹس کانپور
مکھنیا بازار ۲۹ / ۴۲

جلسہ سالانہ قادیان

انشاء اللہ مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۵۶ ہش ۱۹۷۷ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!!

احباب اس رُوحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمادیں۔ جن احباب کے پاسپورٹ ہوں ان کے لئے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ کے رُوحانی اجتماع میں بھی شامل ہونے کا بہترین موقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اعلان برائے شعبہ رشتہ ناطہ

احباب کرام کو نظارت علیا قادیان کے اعلان سے یہ علم ہو چکا ہوگا کہ شعبہ رشتہ ناطہ کو آئندہ کے لئے نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ سو احباب جماعت رشتہ ناطہ کے تعلق میں نظارت ہذا سے رابطہ پیدا کریں۔ اور اس بارہ میں نظارت ہذا کو اپنا تعاون دیں۔ تاکہ نظارت ہذا اس تعاون باہمی کے نتیجہ میں ایسی کوشش کر سکے کہ جس سے زیادہ سے زیادہ رشتے طے پا سکیں۔

عہدیداران جماعت و مبلغین کرام کو بھی اس تعلق میں اپنا بھرپور تعاون دے کر اس جماعتی مسئلہ کو جو اہم نوعیت کا حامل ہے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس معاملہ میں احباب جماعت کو صحیح طور پر رہنمائی کر کے اور اُن کو اپنا مخلصانہ اور ہمدردانہ تعاون دے کر اس مسئلہ کو فوری طور پر سلجھانے کے لئے سنجیدگی کے ساتھ سوچ بچار کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام اور احباب جماعت اور نظارت ہذا کے باہمی تعاون سے زیادہ سے زیادہ رشتے طے پائیں۔ اور یہ مسئلہ جماعتی مشکل اور پریشانی کا باعث نہ بن سکے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جلسہ سالانہ کیلئے حیدرآباد سے قادیان تک کی ریلوے بوگی

احباب جلد توجہ فرمائیں!

جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے حسب سابق حیدرآباد سے قادیان کے لئے براست بوگی کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اطراف و اکناف کی جماعتوں کے افراد کے علاوہ یادگیر۔ بنگلور اور مدراس کی جماعتوں کے افراد جو اس سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں وہ اپنے نام محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت ۱۴۸-۵-۱۱ ریڈ ہلز حیدرآباد کی خدمت میں ۲۵ نومبر سے قبل بھجوادیں اور ہر نام کے ساتھ مبلغ (-/۵۰) پچاس روپے بطور پیشگی ایک چوتھائی کرایہ آمد و رفت ریلوے بھی روانہ فرمادیں۔ بقیہ رقم کرایہ روانگی سے ایک ہفتہ قبل بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ واضح رہے کہ ۱۴ دسمبر کی شام حیدرآباد سے روانگی۔ اور قادیان رسیدگی ۱۷ دسمبر کی شام۔ اسی طرح ۲۲ دسمبر کو قادیان سے روانگی اور ۲۵ کی صبح حیدرآباد رسیدگی کا پروگرام ہے۔

جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد

جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے دوست

جو دوست جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے ہیں وہ اپنے واپسی سفر کے لئے ریلوے سیٹوں کی ریزرویشن کا انتظام جلسہ سالانہ کی معرفت کرواتے ہیں۔ ایسے دوست جو جلسہ سالانہ کے انتظام کے ماتحت سیٹوں کی ریزرویشن کروانا چاہتے ہوں وہ جلد از جلد مندرجہ ذیل کوائف سے اطلاع دیں اور رقم بھی بھجوادیں۔

۱۔ سیٹوں کی تعداد اور تاریخ سفر۔
۲۔ سفر کرنے والوں کے نام۔ مع عمر۔
۳۔ کہاں سے کہاں تک کی ریزرویشن درکار ہے۔
۴۔ خرچ کا اندازہ کر کے رقم بھی ساتھ بھجوادیں۔

امید ہے احباب اس طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔ تاکہ خاطر خواہ انتظام کیا جا سکے۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

ضروری اعلان بابت انتخاب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے بھارت کی تمام لجنات کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ پانچ سال یعنی جنوری ۱۹۷۸ء تا دسمبر ۱۹۸۲ء کے لئے صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت کے انتخاب کی کارروائی اس سال جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۱۹/۱۲/۷۷ کو عمل میں آئے گی۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ضروری امور اور ہدایات مد نظر رکھنی ضروری ہیں:۔

(۱) صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا قادیان میں رہائش پذیر ہونا ضروری ہے۔

(۲) انتخاب کے لئے تین نام پیش ہونے ضروری ہیں۔ تین سے کم نام نہیں ہونے چاہئیں۔ تین سے زیادہ ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بوقت انتخاب کم از کم تین نام پیش کئے جانے چاہئیں۔ اور پھر ووٹ لئے جائیں۔ (یہ ضروری نہیں کہ ہر لجنہ تین نام پیش کرے۔ بیشک پیش بھی کر دیں) خواہ باقی دو کو کوئی ووٹ بھی نہ ملے۔ لیکن قانون پُورا کرنے کے لئے تین نام ضرور پیش کئے جائیں۔ اس کی وضاحت اس لئے کی جا رہی ہے تاکہ آنے والی نمائندہ اپنی لجنہ سے مشورہ کے بعد ایک سے زاید نام ذہن میں رکھ کر آئے۔

(۳) جلسہ سالانہ کے موقع پر یہ انتخاب اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہندوستان بھر سے اس موقع پر بیرونی لجنات کی ممبرات مرکز میں تشریف لاتی ہیں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اس سال ہر لجنہ کم از کم ایک نمائندہ شرکت کے لئے ضرور بھجوائے گی۔

(۴) اگر کسی وجہ سے کسی لجنہ کی نمائندہ انتخاب کے موقع پر شرکت نہ کر سکے تو ایسی لجنہ اپنی رائے تحریری طور پر بذریعہ رجسٹری نومبر ۷۷ء کے آخر تک دفتر لجنہ مرکزیہ کے پتہ پر ضرور بھجوا دیں۔

(۵) ہر لجنہ اپنی ممبرات کی تعداد کے لحاظ سے ہر پچیس ممبرات پر ایک نمائندہ چُن کر بوقت انتخاب مرکز میں بھجوا سکتی ہے۔ بیرونی لجنات سے اگر ممبرات کی تعداد کے مطابق زیادہ نمائندگان نہ آسکتی ہوں تو اس موقع پر کم از کم ایک نمائندہ ضرور آئے۔

(۶) بیرونی لجنات جس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھجوائیں اُسے اپنی لجنہ کی رائے سے آگاہ کر دیں۔ تاکہ انتخاب کے موقع پر وہ اُس ممبر کے حق میں ووٹ دے جس کے بارے میں اس کی لجنہ نے فیصلہ کیا ہو۔ اس نمائندہ کی اپنی ذاتی رائے نہیں ہونی چاہیئے۔

(۷) ہر نمائندہ کے پاس اپنی صدر لجنہ مقامی کی تصدیقی چٹھی ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اس لجنہ کی طرف سے بطور نمائندہ شرکت کر رہی ہے۔ ایسی تصدیق کے بغیر اس کو شرکت کی اجازت نہیں ہوگی۔

امۃ القدوس
صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ بھارت

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر بدر کو مخاطب کیا کریں نہ کہ ایڈیٹر بدر کو

اعلان منسوخی وصایا

مجلس کارپرداز کے فیصلہ نمبر ۲۵/۱۳-۱۰-۷۷ اور صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن نمبر ۵۳۳ م ۶-۱۱-۷۷ کے مطابق مندرجہ ذیل وصایا بقایا کی وجہ سے منسوخ کر دی گئی ہیں:۔

وصیت نمبر ——— ۱۳۳۹۸
وصیت نمبر ——— ۱۳۵۷۶
وصیت نمبر ——— ۱۳۸۵۶

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان